QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عصرِ حاضر کے سماجی و اخلاقی چیلنجز اور ان کا قرآنی حل

(مفتی محمد طاہر مسعود کی تفسیر فہم القرآن کا تنقیدی جائزہ)

Contemporary Social & Moral Challenges & Their Qur'anic Solutions

(A Critical Study of Tafsir Fehm-ul-Quran by Mufti Muhammad Tahir Masood)

Sadia Noreen

M.Phil. Scholar, Riphah International University Faisalabad. Email: sadianoreen2427@gmail.com

Dr. Faizan Hassan Javed

Assistant Professor, Riphah International University Faisalabad. Email: engr.faizan@riphahfsd.edu.pk

In the face of growing moral confusion, ideological unrest, and societal disintegration, contemporary Muslims are grappling with profound spiritual and ethical challenges. The erosion of Islamic values, rise of materialism, neglect of religious obligations, and misguidance of youth have contributed to a crisis of identity within the Ummah. In this context, the Qur'an remains a timeless source of divine guidance — offering comprehensive solutions to modern-day problems. Tafsir Fehm-ul-Quran by Mufti Muhammad Tahir Masood emerges as a significant scholarly contribution that reaffirms the relevance of Quranic teachings in today's world.

This study critically examines how Fehm-ul-Quran addresses contemporary social, moral, and ideological issues by providing spiritually grounded and practically applicable interpretations of the Qur'an. Mufti Tahir Masood's approach blends classical exegetical tradition with modern realities, offering insight into pressing challenges such as ethical decay, breakdown of the family unit, loss of spiritual direction, economic disparity, injustice, and the influence of secular ideologies. His commentary highlights the Qur'an's emphasis on justice, brotherhood, accountability, divine purpose, and human dignity.

The research finds that Fehm-ul-Quran is not merely a work of traditional exegesis, but a dynamic tool for moral and social reform. By reinforcing the concept of purposeful human creation — rooted in worship and obedience to

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

Allah — the tafsir serves as a reminder of the path to collective uplift and individual salvation. The study concludes that returning to the Qur'anic worldview, as interpreted in Fehm-ul-Quran, can help Muslims reclaim their moral compass and navigate the complexities of modern life with faith, clarity, and resilience.

keywords: Tafsir Fehm-ul-Quran, Mufti Tahir Masood, Quranic exegesis, contemporary issues, Islamic ethics, moral reform, spiritual revival, social justice, modern challenges, Islamic worldview.

تمہید:

مفتی طاہر مسعود صاحب نے اپنی تفسیر میں معاصر مسائل کا حل بہت عمدہ طریقے سے پیش کیا ہے آج کا مسلمان اپنا اصل مقام اور وقار کھو چکا ہے اور لاتعداد مسائل کا شکار ہے کیونکہ خالق حقیقی کے قائم کردہ حدود و قیود کو وہ عبور کر چکا ہے۔ وہ خود کو عقل کل سمجھنے لگ گیا ہے۔ اس طرز فکر پر ابلیس راندہ درگاہ ہوا تھا تو حضرت انسان ان کرتوتوں کی بنا پر کیسے منظور نظر رہ سکتا ہے۔ آج کے مسلمان نے خود اپنے لئے ذلت وخواری کا راستہ منتخب کیا ہے۔ اس کے اسباب بے شمار ہیں:

1۔ دینی انحطاط 2۔ تربیت کا فقدان 3۔ اخوت وبھائی چارے کا فقدان 4۔ قانون کی بالا دستی کا نہ ہونا
5۔ امانت ودیانت کے تصور کا ختم ہونا 6۔ عدل وانصاف کا نا ہونا 7۔ معاشی عدم استحکام
8۔ اجارہ داری 9۔ غریبوں کا استحصال 10۔ فرقہ واریت 11۔ سود کا رائج ہونا
12۔ نااہل حکمران 13۔ سوشل میڈیا 14۔ حقوق نسواں بل 15۔ یہود کی ریشہ دوانیاں

جس خالق نے اس کائنات کو تخلیق کیا اس نے اس کی تخلیق کا مقصد بھی بتا دیا کہ اس کا منشا اس کائینات کو تخلیق کرنے کا کیا ہے۔ یعنی اچھائی اور برائی میں تمیز اور نیکی اور بدی کے تصور میں فرق واضح کرنا۔ جو خالق کے قائم کردہ اصولوں پر کاربند ہو گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ ذلیل وخوار ہو گا۔

تخلیق انسان کا مقصد:

دنیا کی ہر تخلیق کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ خالق کائنات نے بھی انسان اور جنات کو ایک خاص مقصد کے تحت پیدا فرمایا۔ خالق کائنات نے اپنی بابرکت کتاب میں واضح الفاظ میں فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[1]

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

مفتی صاحب اس ایت کے متعلق بیان کرتے ہیں:

"آیت میں جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد شرعی بیان فرمایا گیا ہے، چونکہ جنوں اور انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے فطرتاً یہ استعداد اور صلاحیت رکھی ہے اور انہیں یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اور اگر چاہیں تو عبادت نہ کریں، ان کے علاوہ

---

1 Surah Az-Zāriyāt, 51:56

اور کسی مخلوق میں یہ اختیار نہیں ہے، کیونکہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر مخلوق تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس کا حکم بجالانے کی پابند ہے، اس لیے یہاں صرف جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد شرعی بیان فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں مخلوقوں کو پیدا کرنے سے مقصود شرعی ان سے اپنی عبادت کراتا ہے، لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، وہ تخلیق کے اس مقصد شرعی کو پورا کرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے اس مقصود شرعی سے انحراف کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے مقصود شرعی سے انحراف اور اس کی نافرمانی ممکن ہے، مقصود تکوینی سے انحراف اور نافرمانی ممکن نہیں ہے، انسان اور جن اس اختیار و ابتلاء کی وجہ سے کہ اگر وہ چاہیں تو اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اگر چاہیں تو نہ کریں شرعا مکلف کہلاتے ہیں، ان کے علاوہ چونکہ کوئی اور مخلوق اپنے اندر یہ اختیار وابتلاء نہیں رکھتی، اس لیئے شرعا وہ مکلف یعنی احکام شریعت کی پابند نہیں ہے، اس لیئے یہاں صرف جنوں اور انسانوں کا مقصد تخلیق بیان فرمایا گیاہے۔ اور یہ ان کی تخلیق کا مقصد اصلی ہے، اس مقصد کے،، علاوہ ان کی تخلیق کے دوسرے مقاصد و فوائد اور مصالح کی نفی مقصود نہیں ہے۔"

اب جبکہ مسلمان اپنا مقصد حیات بھول چکے ہیں اپنے مرکز سے ہٹ چکے ہیں اور کفار کی روش پر چل نکلے ہیں تو ہر جگہ اور ہر لحہ ذلیل و رسوا یعنی امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص صفات سے متصف کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نہ صرف کتاب ہدایت سے نوازا بلکہ ہادی رسول ﷺ سے بھی نوازا جنہوں نے اپنی ساری زندگی اس کتاب پر عمل کر کے دکھادیا۔ اس کتاب (قرآن پاک) کی اہمیت انسان کے لئے بلکل ایسے ہی ہے جیسے آجکل ہم کوئی مشینری خریدیں تو ساتھ میں ایک راہنما کتابچہ تھمادیا جاتا ہے۔ جس میں یہ راہنمائی موجود ہوتی ہے کہ اس کو کس طرح استعمال کرنا ہے تاکہ مفید ثابت ہو اور کیا کیا احتیاط کرنی ہو رہے ہیں۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: قیاس اپنی ملت پر اقوام مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ہیں ہمیں بتاتی ہے کی جن لوگوں نے قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کیا تو وہ تین سو تیرہ ہو کر بھی ہزار پر بھاری تھے۔ وہ نہتے تھے۔ تاکہ دیرپا اور اچھے نتائج حاصل ہو سکیں۔ بلکل ایسے ہی قرآن پاک کو انسانوں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ بنا دیا۔ تاریخ اور دشمن اسلحہ سے لیس تھا۔ لیکن مسلمان جب خدا اور حب رسول سے لیس تھا۔

اس کو یقین تھا:

"وَقُلْ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَٰطِلُ ۚ إِنَّ ٱلْبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقًا"[2]

"اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناباطل تو مٹنے ہی والا ہے۔"

ایسے ہی جذبہ ایمانی سے لبریز مسلمانوں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

---

[2] Banī Isrā'īl / Al-Isrā' 17:81

جب تک مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو تا ہے خدا کے وعدے کے مطابق کامیابی اس کے قدم چومتی ہے اور جیسے ہے مسلمان قرآن سے دور ہو تا ہے ذات اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا رب اس سے بے نیاز جاتا ہے جو اس سے اب سے سب اس سے بڑھ کر ہو جاتا ہے۔ جس سے رب چھوٹ گیا اس سے سب کچھ چھوٹ گیا۔ اس سے بڑھ کر کوئی نقصان ہو ہی نہیں سکتا۔

يُخَادِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ آمَنُواْ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ[3]

"وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے اپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان خدا کے احکام سے منہ موڑ کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے کیونکہ جیتے جی اور مر کر بھی ہم اسی خالق کو سے ہیں جاتا ہے۔ تو ہی جواب دہ ہیں۔ تو ہم کیسے اس ذات سے روگردانی کر سکتے ہیں جس کی طرف ہم نے لوٹ کر جاتا ہے۔ امارا ٹھکانہ تو اسی ہستی کے قدموں میں اپنے اعمال کی جواب دہی ہے۔ اگر مسلمان اللّٰہ تعالیٰ ' کے احکام کے خلاف اپنے نفس کے غلام بن جاتے ہیں تو اس و سے بڑی حماقت کیا ہے کہ وہ سراسر اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ دنیا میں بھی ذلت و رسوائی اور آخرت میں بھی ناکام و نامراد۔ اور یہی نہیں بلکہ طرح طرح کے مصائب و مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پریشانیاں انہیں گھیر لیتی ہیں۔ آج کا مسلمان دینی شعور سے بلکل بے بہرہ ہے۔ ارکان اسلام اور شعائر اسلام تک سے واقف نہیں لیکن سوشل میڈیا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے بر بلکہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ آج کا مسلمان انٹرنیٹ کے جال میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ اسے احساس ہی نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کسی قدر سکون کے ساتھ اس بیماری کی نذر کر رہا ہے اور اپنی تخلیق کا مقصد بھول چکا ہے۔ اس وقت اس کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف پوسٹیں لگانا یا شیئر کرنا ہے۔ سٹیٹس اپڈیٹ کرنا اور موبائل گیمز کھیلنا ہے۔ یہ مسلمانوں کا شیوا نہیں۔ مسلمانوں کو تو درس دیا گیا ہے کہ:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

مسلمان ہونا آسان ہے لیکن مسلمان بن کر زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

انسان جب مسلمان بن جاتا ہے تو اس کی زندگی جہاد اکبر بن جاتی ہے۔ وہ ہر لحہ نفس پر حملہ آور شیطان کا مقابلہ کرتا ہے اور جہاد اکبر کا ثواب پاتا ہے۔ جب انسان نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو کر لیتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ فرشتے بھی اس پر رشک کرتے ہیں۔ مثلاً:

---

[3] Al-Baqarah 2:9

انساں مجھ کو رہنے دو میں مسجودِ ملائکہ ہوں
فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے

اور اس پائے کا مسلمان بننے کے لئے علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اس طرح ترغیب دیتے ہیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تبصرہ:

قرآن پاک میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اور یہی ان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ مفتی صاحب کی تفسیر میں بیان کی گئی ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اللہ کی عبادت کے لیے اختیار دیا گیا ہے، جو ان کی فطری صلاحیت ہے، اور یہی ان کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ، آج کے دور میں مسلمان اس مقصد سے منحرف ہو گئے ہیں اور اپنی زندگیوں کو دنیاوی امور میں مشغول کر کے اپنی اصل ذمہ داری بھول گئے ہیں۔ قرآن پاک اور اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی انسان کامیاب ہو سکتا ہے، اور اسی میں اس کی دنیا و آخرت کی فلاح اور کامیابی ہے۔ جب مسلمان قرآن سے دور ہو جاتے ہیں، تو وہ ذلت اور ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں گزاریں، اور اللہ کے احکام پر عمل کریں تاکہ وہ اپنے مقصد تخلیق کو پورا کر سکیں۔ مسلمان اپنے ایمان کو تازہ کریں، اپنے مقصد حیات کو یاد کریں، اور اپنی زندگی کو اس راستے پر استوار کریں جو قرآن اور سنت کی تعلیمات پر مبنی ہو۔

دینی انحطاط اور فتنہ استشراق

دین سے دوری آج کے مسلمان معاشرے کی ایک بڑی حقیقت ہے۔ دین سے دوری اور مذہبی شعور کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے، اور ان چیلنجز میں سے سب سے بڑا فتنہ استشراق اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلایا جانے والا پروپیگنڈا ہے۔ یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی اصل دین سے وابستگی کو مضبوط نہیں کرتے اور صحیح فہم حاصل نہیں کرتے، ان کا ایمان اور عقیدہ کمزور ہو سکتا ہے، اور وہ اس فتنہ سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا اور استشراقی عناصر مسلمانوں کے اندر شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔ وہ دین کے حوالے سے غلط بیانی، مذاق اور اشتعال انگیزی کے ذریعے نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد نہ صرف دین کی حقانیت کو مشکوک بنانا ہے بلکہ فرقہ واریت اور اختلافات کو بڑھا کر مسلمانوں کو مزید تقسیم کرنا بھی ہے۔ ایسے حالات میں، مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین کی حقیقی تعلیمات کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ قرآن میں مکمل ہدایت موجود ہے اور اس پر عمل کرنے سے ہی انسان اپنی زندگی کو صحیح سمت دے سکتا ہے۔ دین کے اصل مفہوم اور اس کی روح کو

سمجھنا اور سچائی کو پھیلانا، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ فتنوں اور شکوک سے بچ سکیں۔ اس وقت مسلمانوں کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ قرآن کی تعلیمات کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں تاکہ وہ ان بیرونی اثرات سے محفوظ رہ سکیں جو ان کی روحانیت اور عقیدہ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

فرقہ بازی

ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے مسلمانانِ عالم فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور دشمنانِ اسلام اس میں کامیاب ہیں کہ مسلمان اس چیز کو سمجھ ہی نہیں رہے ہیں کہ ان کا اتحاد کس قدر ضروری ہے۔ ہر فرقہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے اس بات پر مصر ہے کہ یہی صحیح اسلام ہے۔ اس وقت عالم اسلام کو درپیش مسائل میں سے ایک گھمبیر مسئلہ فرقہ پرستی بھی ہے۔

جبکہ اتحاد بین المسلمین کے بارے میں واضح قرآنی حکم ہے:

"وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ"[4]

"اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور اپس میں پھوٹ مت ڈالو۔"

تبصرہ:

فرقہ پرستی آج کے مسلمان معاشرے کے لیے ایک سنگین چیلنج ہے۔ قرآن نے اتحاد کی اہمیت پر بار بار زور دیا ہے اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کی ہدایت دی ہے۔ "وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ" آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ہو کر اس کی رسی کو تھامنے کا حکم دیا ہے، جو کہ قرآن اور سنت کے پیغام پر عمل کرنے کی علامت ہے۔ آج مسلمان اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کے باعث مختلف فرقوں میں بٹ چکے ہیں، اور ہر فرقہ اپنی بات کو ہی درست سمجھتا ہے۔ اس فرقہ بندی کا سب سے زیادہ فائدہ اسلام کے دشمنوں کو ہو رہا ہے، جو مسلمانوں کی اتحاد کی قوت کو کمزور کر کے انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ فرقہ پرستی نے مسلمانوں کے درمیان نہ صرف نفرتوں کو جنم دیا ہے، بلکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کا اجتماعی قوت بھی تقسیم ہو گئی ہے۔ اسلام کا پیغام اتحاد، محبت اور بھائی چارے کا ہے، اور مسلمانوں کو اپنی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ مکمل احترام کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے تمام فرقے اس کے بنیادی اصولوں پر متفق ہیں۔ اس وقت کی ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو فرقہ بندی سے نکال کر ایک مضبوط اور متحد امت بنیں تاکہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف ہم سب مل کر کھڑے ہو سکیں اور اسلام کی اصل تعلیمات کو دنیا تک پہنچا سکیں۔

تربیت کا فقدان

اب مسلمانوں میں یہ اخوت ختم ہو چکی ہے اور بے شمار مسائل اخوت کے خاتمہ سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں نے اپنے رب سے تعلق ختم کر کے خود کو بے یار و مددگار کر لیا ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا سبب تربیت کا فقدان ہے۔

---

[4] Āl ʿImrān 3:103

ہمارے آقائے نامدار صلی السلام نے جس طرح تربیت اولاد اور تربیت افراد کا حکم دیا اس کو پس پشت ڈال کر ہم چاہتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ یہ ناممکن ہے۔ نبی ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

"وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ"[5]

تبصرہ:

مسلمانوں میں اخوت کا خاتمہ اور اپنے رب سے تعلق کی کمزوری، موجودہ مسائل کا بنیادی سبب ہیں۔ جو آج کے مسلمان معاشرے کے اندر موجود بحران کی گہرائی کو ظاہر کرتا۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور ان کے طریقوں کو پس پشت ڈال کر ہم یہ نہیں سمجھ پا رہے کہ کامیابی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ نبی اکرم کی سنت کی پیروی میں ہی ہمارے لیے کامیابی ہے، اور ان کے طریقوں سے انحراف کرنا ہی ذلت اور ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا ہی اصل کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس سے ہمیں دنیا و آخرت میں سکون اور کامیابی حاصل ہو گی۔ لیکن اگر ہم اپنی زندگیوں میں ان تعلیمات کو نظر انداز کریں گے، تو نہ صرف ہم دنیا میں مشکلات کا شکار ہوں گے، بلکہ آخرت میں بھی ہمیں ان احکام کو چھوڑنے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ آج ہمیں اپنی تربیت اور اپنے تعلقات کو نبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق استوار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ایک مضبوط اور کامیاب امت بن سکیں۔

معاشی مسائل

حرام حلال کی تمیز اس دور میں ختم ہو چکی ہے۔ مال حرام کھانے کی وجہ سے نہ ہماری عباد میں قبول ہو رہی ہیں نہ ہی ہماری دعائیں۔ یعنی دین سے دوری کے سبب مسلمانوں میں حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے گی۔ یہ ان کے اخلاقی زوال کا باعث ہو گا۔ اور اس اخلاقی زوال کے باعث سود جو کہ اللہ کے ساتھ جنگ کا مصداق ہے اس کو بھی رائج کر لیا گیا ہے۔ اور یہ مسلم معاشرہ اس قدر بے حس ہو چکا ہے کہ سودی کاروبار کی وجہ سے غریبوں کا استحصال کر رہا ہے جو کہ اسلام میں ممنوع ہے۔ اس سود جیسے ناسور سے معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ سود کی حرمت کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

"وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰا۟ "[6]

"حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

مفتی صاحب بیان کرتے ہیں:

"ان آیات میں سود کی حرمت اور اس کی شناعت و قباحت بیان کی گئی ہے، سود کو عربی میں "ربا" کہا جاتا ہے، ربا کا لغوی معنی زیادتی اور اضافہ ہے، ربا کا اصطلاحی اور شرعی معنی وہ زیادتی اور اضافہ ہے جو ایک قرض خواہ اپنے قرض دار سے اصل رقم کے علاوہ ایک طے شدہ

[5] Al-Ḥashr 59:7

[6] Al-Baqarah 2:275

شرح کے مطابق وصول کرتا ہے۔اس کو ربا النسیہ کہا جاتا ہے،یعنی ادھار والا سود، سود کی ایک دوسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اموال ربویہ کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ کیا جائے، مثلاً دو کلو کھجور دے کر تین کلو کھجور لے لی جائے یا سونے اور چاندی وغیرہ کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ کیا جائے، اس کو ربا الفضل کہا جاتا ہے، سود کی دونوں قسمیں ناجائز اور حرام ہیں اور تجارت حلال ہے، تجارت میں اشیاء کے باہمی تبادلہ سے منافع کمایا جاتا ہے اور سود میں خود سرمایہ کو سرمایہ کے حصول کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے جس سے معاشرے میں کساد بازاری اور دیگر معاشی خرابیاں جنم لیتی ہیں، یہاں اللہ تبارک تعالیٰ ' نے سود کی حرمت کی وجہ بیان نہیں فرمائی صرف حکم بیان فرمایا ہے، معلوم ہوا کہ اگر شریعت کے کسی حکم کی وجہ نہ بتلائی جائے یا وہ وجہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی اس حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ سود خور چونکہ دنیا میں روپے کے پیچھے دیوانہ ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کی اس خود غرضی اور اخلاقی بد حواسی کو قبروں سے اٹھنے کے وقت اور قیامت کے دن اس طرح ظاہر کیا جائے گا کہ وہ ایک دیوانہ، مخبوط الحواس اور پاگل نظر آئے گا۔ اعاذ اللہ منہ۔ سود حرام قرار دیئے جانے سے پہلے جو سودی معاملات ہوئے اور لوگوں نے جو سود وصول کیا، وہ سب معاف ہے، اسے واپس لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ سود حرام قرار دیئے جانے کے بعد کوئی سودی معاملہ کرنا یا گذشتہ واجب الاداء سود وصول کرنا ناجائز ہے، اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ "[7]

تبصرہ:

آج کے مسلمان معاشرے میں حرام و حلال کی تمیز کا ختم ہونا واقعی ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے، اور اس کا اثر نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے پر پڑ رہا ہے۔ جیسے آپ نے ذکر کیا کہ مال حرام کی کھپت کی وجہ سے نہ عبادات قبول ہو رہی ہیں اور نہ دعائیں، یہی معاشرتی و اخلاقی زوال کا سبب بن رہا ہے۔ سود کا کاروبار جو کہ قرآن و سنت میں واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی موجودگی نے معاشی نظام کو ایک شدید بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ سود کا کاروبار فرد کی اخلاقی حالت کو متاثر کرتا ہے، کیونکہ اس میں صرف مال کی حرص اور دنیاوی فائدے کی خواہش ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی انصاف، امانت داری اور دیانت داری کی قدریں کمزور پڑ جاتی ہیں جب حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے تو اس سے عدل و انصاف کے مسائل جنم لیتے ہیں، اور پھر معاشرتی ظلم و جبر اور بدعنوانیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں ہم اپنے معاشرتی اور معاشی نظام میں دیکھ سکتے ہیں، جہاں امیروں کے ہاتھ میں طاقت اور غریبوں کا استحصال بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر ہم قرآن و سنت کی راہنمائی کو چھوڑ کر دنیاوی مفادات کی پیروی کریں گے تو ہم اس تاریکی کی طرف واپس پلٹ جائیں گے جس کا ہم تاریخ میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اسلام نے ہمیں جو راستہ دکھایا ہے، وہ نہ صرف فرد کی بہتری کے لیے ہے بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے ہے۔ ہمیں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں اصلاح کرنی ہوگی تاکہ ہم اس اخلاقی و معاشی زوال سے باہر نکل سکیں اور ایک بہتر معاشرتی نظام قائم کر سکیں۔ لہٰذا، ہمیں

[7] Mufti Muhammad Tāhir Mas'ūd, Fehm-ul-Qur'ān, Jāmi'ah Miftāḥ-ul-'Ulūm, Sargodha, 2022, jild 1, safḥah 148

اپنی زندگیوں میں حلال و حرام کی تمیز کو بحال کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم نہ صرف دنیا میں کامیاب ہوں بلکہ آخرت میں بھی اللہ کے ساتھ کامیاب ہوں۔

فحاشی

اس وقت بھی مسلم معاشرے میں خصوصاً پاکستان میں آجکل حقوق نسواں بل کی بازگشت سنائی دے رہی ہے جو عورت کو اس مقدس مقام سے جو اس کو اسلام نے دیا ہے اس سے چھین کر اس کو پستی کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ عورت جب تک اسلام کے سایہ عاطفت میں رہے گی وہ نامحرموں اور درندوں سے محفوظ رہے گی۔ وہ گندے اور ناپاک عزائم رکھنے والوں کی ہوس کا نشانہ نہیں بنے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا"[8]

"اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ پردے کرنے کے لیے اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں یہ طریقہ زیادہ باعث سے توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی پھر انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔"

اس آیت کی تفسیر کے متعلق مفتی صاحب رقم طراز ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ پردے کا حکم ازواج مطہرات ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے، تمام مسلمانوں عورتوں کے لیئے پردے کا حکم ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلیں تو پردے کے ساتھ نکلیں، یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ اپنی چادر وغیرہ سے اپنے چہرے کو بھی ڈھانپ لیں، اس سے یہ معلوم ہو گا کہ یہ باعزت عورت ہے، کسی کی باندی وغیرہ نہیں ہے، تاکہ کوئی بدباطن باندی سمجھ کر تکلیف نہ پہنچائے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح باہر نکلتی تھیں کہ راستہ وغیرہ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی تھی۔"[9]

تبصرہ:

اسلام نے عورت کو جو عزت اور مقام دیا ہے، وہ کسی بھی دوسرے نظام میں نہیں مل سکتا۔ اسلام کی تعلیمات عورت کی حفاظت اور عزت کو یقینی بناتی ہیں، جبکہ پردہ عورت کی عزت و عصمت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ "میرا جسم، میری مرضی" جیسے نعرے مغربی ثقافت سے متاثرہ نظریات ہیں، جو عورت کو آزادی کے نام پر ایک ایسی راہ پر دھکیل رہے ہیں جہاں اس کی عزت و حرمت خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ یہ نعرے دراصل ایک فریب ہیں، جو عورت کو اس کے حقیقی مقام سے دور کر کے

---

[8] Al-Aḥzāb 33:59

[9] Mufti Muhammad Tāhir Mas'ūd, Fehm-ul-Qur'ān, jild 3, safḥah 1443

اسے معاشرتی برائیوں کی طرف مائل کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں کے لیے پردہ لازم ہے تاکہ انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے۔ یہ حکم عورت کے تحفظ اور عزت کی ضمانت ہے۔ مفتی صاحب کی تفسیر سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پردے کا حکم تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہے، نہ کہ مخصوص افراد کے لیے۔ مغربی میڈیا اور یہودی لابی کی طرف سے عورت کو اسلامی تعلیمات سے دور کرنے کی سازشیں واضح ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو اخلاقی طور پر کمزور کیا جا سکے۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ ان گمراہ کن نظریات اور مغربی پروپیگنڈے سے بچیں۔ اللہ کے قائم کردہ اصول اور حفاظتی حصار میں ہی ان کی عزت اور تحفظ ہے۔ آزادی کے نام پر اسلامی تعلیمات سے دور ہونا دنیا اور آخرت میں نقصان کا باعث بنے گا۔ اسلامی تعلیمات، بالخصوص پردے کے حکم پر عمل پیرا ہونا ہی عورت کی اصل آزادی اور تحفظ کی ضمانت ہے۔ مغربی نظریات اور ان کے اثرات سے بچتے ہوئے، مسلمان عورت کو اپنی حقیقی قدر و منزلت کو سمجھنا اور اسلامی اقدار کو اپنانا چاہیے۔

سوشل میڈیا

اس وقت چھوٹے بڑے تمام لوگ میڈیا وار کا شکار ہیں۔ انٹرنیٹ کے جال نے اس نئی نسل کو بری طرح سے اپنے اندر جکڑا ہوا ہے انہیں اس کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ تمام رشتے ادب آداب، تہذیب و تمدن تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ گلوبل ولیج کا تصور بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس ترقی کے جس قدر فوائد ہیں اس سے کئی گنا زیادہ نقصانات ہیں۔ مادیت پرستی غالب ہے۔ نئی نسل دین اسلام پر پر انسانیت کو ترجیح دیتی نظر آتی ہے جبکہ دین اسلام نے سب سے پہلے انسانی حقوق کا علم بلند کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ"[10]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

مفتی صاحب اس ایت کی تفسیر کے متعلق بیان کرتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی توحید کی گواہی اور شہادت کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل علم اس چیز کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس میں اہل علم کے لیے بڑی فضیلت اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کی گواہی کے طور پر اپنے اور فرشتوں کے نام کے ساتھ اہل علم کا تذکرہ فرمایا ہے۔"[11]

تبصرہ:

نوجوان نسل آج کل انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے جال میں بری طرح جکڑی ہوئی ہے۔ میڈیا وار اور گلوبل ولیج کے تصور نے نہ صرف ان کی اخلاقیات پر اثر ڈالا ہے بلکہ انہیں اپنی اسلامی اقدار اور روایات سے بھی دور کر دیا ہے۔ مادیت پرستی اور مغربی ثقافت کے اندھا دھند تقلید نے خاندانی نظام، ادب، اور تہذیب کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو

---

[10] Āl ʿImrān 3:19

[11] Mufti Muhammad Tāhir Masʿūd, Fehm-ul-Qurʾān, jild 3, safḥah 1443

دینِ حق قرار دیاہے اور اس میں انسانیت اور انسانی حقوق کی تعلیمات کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ قرآن کریم کی آیت "إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" ہمیں یہ باور کراتی ہے کہ صرف اسلام ہی وہ راستہ ہے جو انسان کو عزت و وقار عطا کرتا ہے۔ مفتی صاحب کی تفسیر کے مطابق، اہل علم کو توحید کی گواہی میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے علم کی عظمت کو واضح کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں انسانیت کی قدریں مفقود تھیں۔ غلاموں اور عورتوں کے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا تھا، لیکن اسلام نے انہیں حقوق دیے اور انسانیت کی عزت کو بحال کیا۔ بدقسمتی سے آج کے دور میں، میڈیا اور مغربی اثرات کے زیرِ اثر، وہی جاہلی رویے دوبارہ پروان چڑھ رہے ہیں۔ بچوں کے پروگرام اور کارٹونز میں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ جیسے تصورات متعارف کروائے جا رہے ہیں، جو اسلامی اقدار کے خلاف ہیں۔ والدین اور معاشرے کو چاہیے کہ وہ بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دیں اور انہیں ان منفی اثرات سے بچانے کے لیے اقدامات کریں۔ موبائل فون، انٹرنیٹ، اور سستے پیکجز کے ذریعے نوجوان نسل اخلاقی انحطاط کا شکار ہو رہی ہے۔ شراب، سود، اور زنا جیسے گناہ کبیرہ معمول بنتے جا رہے ہیں، اور ان کے ارتکاب میں خدا کا خوف ختم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ صورتحال نہ صرف افراد بلکہ پورے معاشرے کے لیے خطرناک ہے۔ میڈیا کے ذریعے جو غیر اخلاقی مواد پھیلایا جا رہا ہے، اس پر قابو پانا حکومت اور والدین دونوں کی ذمہ داری ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اسلامی اقدار اور تعلیمات کی طرف واپس آئیں۔ والدین، اساتذہ، اور حکمران سب کو مل کر نوجوان نسل کی صحیح تربیت کرنی ہوگی۔ میڈیا کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے اسلامی اصولوں کو مضبوطی سے تھامنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

فحاشی اور اس کا دائرہ کار

آج کل فحاشی کو پھیلانے میں سوشل میڈیا پیش پیش ہے۔ جو کام کل تک سینما گھر، تھیٹر، کلب ہاؤس، ٹی وی پروگرام، لٹریچر، اخبارات و اشتہارات کر رہے تھے اب یہ کام سوشل میڈیا ان سے زیادہ مؤثر طریقے سے کر رہا ہے۔ حتی کہ شریف اور دیندار گھرانوں کے بچے بچیاں بھی اس سے محفوظ نہیں۔ علماء کو چاہیئے کہ اس فحاشی کو روکنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ جدید دور کا المیہ یہ ہے کہ شرعی سزاؤں کا نفاذ ختم ہو چکا ہے۔ جن ممالک میں اس وقت بھی شرعی سزائیں نافذ ہیں وہاں جرائم اور مسائل کی تعداد بہ نسبت ان ممالک کے جن میں شرعی سزاؤں کا نفاذ نہیں بہت کم ہے۔ مسلم امہ کے اتحاد کی خاطر مسلم ممالک کو اپنی نئی نسل کو دینی تعلیم دینا ہوگی۔ تاکہ وہ اس چیز سے آگاہ ہو سکیں کہ مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو وہ کلمۃ اللہ کی زنجیر سے بندھا ہوا دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

"حدثنا ابو نعیم حدثنا ذکریا عن عامر قال سمته یقول سمعت النعمان بن بشیر یقول قال رسول الله ترى المؤنین في تراحم و تندوا هم وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتقی عضواً تداعی له سائر

جسده بالسهر والحمى"[12]

تبصرہ:

آج کے دور میں سوشل میڈیا نے وہ کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے جو ماضی میں سینما، تھیٹر، کلب ہاؤس اور دیگر ذرائع انجام دیتے تھے۔ اس کا دائرہ کار نہایت وسیع اور رسائی انتہائی تیز ہے، بچوں اور نوجوانوں کو اس فحاشی سے محفوظ رکھنا والدین اور معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام کا کردار اس مسئلے میں نہایت اہم ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ نہ صرف سوشل میڈیا کے منفی اثرات کے خلاف آواز بلند کریں بلکہ جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو عام کریں۔ علماء کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نوجوان نسل کی صحیح راہنمائی کریں اور انہیں دین کے حقیقی پیغام سے روشناس کرائیں۔ سزائیں صرف سزا نہیں بلکہ معاشرتی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان کے نفاذ سے معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہوتا ہے اور برائیوں کا خاتمہ ممکن ہے۔ مسلم امہ کے اتحاد کے بغیر ان مسائل سے نمٹنا ممکن نہیں۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنی نئی نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں تاکہ وہ اپنی اسلامی شناخت کو پہچان سکیں۔ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو، وہ دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث "المؤمنون في تراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد" میں مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم اس کا درد محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے مسائل کو محسوس کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہونا چاہیے۔ اگر اس حدیث کے مفہوم کو عملی شکل دی جائے تو امت مسلمہ کو کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کفار ہمیشہ سے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کے اخلاقی زوال کو اپنا ہدف بناتے رہے ہیں۔ اگر مسلمان اپنی اسلامی تعلیمات پر کاربند ہوں اور اتحاد کا مظاہرہ کریں تو دشمن کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دینی تعلیم کو فروغ دیں، علماء اپنا کردار ادا کریں، اور اسلامی سزاؤں کے نفاذ کی اہمیت کو سمجھیں۔ مسلم امہ کو چاہیے کہ وہ اتحاد کا مظاہرہ کرے اور اس بات کو سمجھے کہ حقیقی قوت اسلامی تعلیمات میں ہے۔ اگر ہم نے اس مسئلے کو نظر انداز کیا تو معاشرتی بگاڑ مزید گہرا ہوتا چلا جائے گا۔

عدل و انصاف

اسلامی معاشرے کی سب سے بڑی خصوصیت جو کہ اسے دوسرے معاشروں سے ممتاز کرتی ہے وہ عدل و انصاف ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ عدل و انصاف کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ عدل سے مراد کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت عدل بھی ہے۔ جس معاشرے میں عدل و انصاف ہوتا ہے وہ پر سکون اور ترقی کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔ کہاوت ہے کہ: الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم یعنی کفر پر مبنی حکومتیں تو قائم رہ جاتی ہیں لیکن

[12] Bukhārī, Abū ‘Abdullāh Muhammad bin Ismā‘īl, Al-Jāmi‘ As-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Adab, bāb Raḥmat an-Nās wal-Bahā’im, jild 8, safḥah 10

ظلم پر مبنی حکومتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ حضرت محمد صل النظام کی حیات طیبہ کا عدل کے حوالے سے ایک مشہور واقعہ ہے کہ بنی مخزوم کی فاطمہ نامی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ جب اس کی سفارش کی گئی تو رسول اللہ صلی الم نے فرمایا کہ فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ مسلم معاشروں میں چھوٹے بڑے امیر غریب کا کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

کیونکہ مسلمانوں کو اپنے رب کی طرف سے حکم دیا گیا ہے:

"اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى"[13]

"تم انصاف کیا کرو کہ یہ تقوی سے قریب تر ہے۔"

تبصرہ:

عدل کا مفہوم صرف ایک فرد یا جماعت کے ساتھ انصاف کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد ہر چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا ہے، جو کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے عدل کو خاص مقام حاصل ہے، اور مسلمانوں کے لیے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں انصاف کا دامن تھامے رکھیں۔ نبی ﷺ کا واقعہ جس میں بنی مخزوم کی فاطمہ کے چوری کے جرم پر انصاف کا عمل ہوا، ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں کسی بھی فرد کی اہمیت یا اس کے رشتہ دار ہونے کی بنا پر اسے استثنیٰ نہیں دیا جا سکتا۔ قرآن کی آیت "اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى" اور حدیث نبوی میں انصاف کرنے والوں کے لیے اللہ کی خصوصی بخشش کا ذکر کیا گیا ہے، جو اسلامی معاشرے میں عدلیہ کے اصولوں کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتا ہے۔ اس اقتباس کا پیغام یہ ہے کہ عدل و انصاف نہ صرف فرد کی زندگی بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگیوں میں عدل کو اولیت دینی چاہیے تاکہ ہم ایک پُرامن اور ترقی پسند معاشرہ قائم کر سکیں۔

خلاصہ

دیکھا جائے تو عالم اسلام کو اس وقت درپیش تمام مسائل کی وجہ صرف اور صرف دین سے دوری ہے۔ اگر مسلمان ان مسائل سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو انہیں تعلیمات قرآن پر عمل کرنا ہو گا۔ کیونکہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری سنت۔ ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ اگر ہم اللہ کے نبی ﷺ کے اس حکم پر عمل کرتے

---

[13] Al-Mā'idah 5:8

ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مسلمان اپنے دینی اقدار اور تعلیمات سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور میری سنت، ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا" ہمیں ایک واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ ہمارے مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن و سنت کی تعلیمات میں مضمر ہے۔ اگر مسلمان ان دونوں اصولوں کو اپناتے ہیں، یعنی قرآن کی ہدایت اور نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں، تو وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کی زندگی میں توازن، امن اور ترقی کا راستہ روشن ہو گا۔ قرآن اور سنت مسلمانوں کے لیے نہ صرف روحانی رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور قانونی اصول بھی مرتب کرتے ہیں جن کی پیروی سے فرد اور پورا معاشرہ خوشحال ہو سکتا ہے۔ اس اقتباس کا پیغام بہت واضح ہے کہ جب تک ہم دین اسلام کو اپنے روزمرہ کے معاملات میں بنیادی اصول کے طور پر نہیں اپنائیں گے، تب تک ہم اپنے مسائل سے نجات نہیں پا سکتے۔ دین اسلام میں تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور اگر مسلمان اس پر عمل کریں گے تو کوئی بھی طاقت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔